واقعہ کربلا کا مقدمۃ الجیش شہید اعظمؑ

مولانا سید اکبر مہدی سلیمؔ جرولی، مصنف کتاب اصلاحِ مراسمِ عزاداری

حسینؑ کا بھائی، چچا کا خلف الرشید فرزند علیؑ کا بھتیجا خانوادہ امامت کا معتمد خاص، سلطان کربلا کا سفیر ''مسلم ابن عقیلؑ'' جس کے کارنامہ نے کربلا کی عظمت میں چار چاند لگا دئے۔ جناب مسلم علیہ السلام کی شخصیت اور ان کی بے مثال اور اہم ترین خدمات و عظیم شہادت قابل فراموش نہیں ہیں۔

اہالیان کوفہ نے حضرت سید الشہداء علیہ السلام کو اس بات پر مجبور کیا کہ حضرت تشریف لا کر امت کو گمراہی سے بچائیں۔ علم امامت کی گہری نگاہ سے صرف جناب مسلمؑ کو اس بار عظیم کے اٹھانے کا سزاوار پا کر اپنے اہلبیتؑ میں منتخب فرمایا۔ جناب مسلمؑ نے اس بار عظیم کو اٹھا کر اور عملاً دکھا کر ثابت کر دیا کہ امامؑ کا انتخاب کس قدر لاجواب تھا۔

اگر آپ ابتدا سے کل واقعات پر نظر غائر ڈالیں تو معلوم ہوگا کہ جناب مسلمؑ نے کس قدر وفاداری اور احتیاط سے فرائض نیابت انجام دیئے۔ جناب مسلمؑ نے سب سے پہلے جو قدم اٹھایا وہ یہ تھا کہ آپ نے حضرت کی خدمت میں اپنے ان جگر کے ٹکڑوں کو چھوڑا جو کسی مصیبت کے وقت حضرت کی حفاظت میں حضرت پر قربان ہو سکیں اور اس خطرناک دور دراز سفر میں ان کمسن نونہالوں کو اپنے ساتھ لیا جو کسی صورت سے اس سن میں صعوبات سفر برداشت نہ کر سکتے تھے اور حضرت کی خدمت نہ کر سکتے تھے۔ اگر حضرت کی خدمت میں ان صغیر بچوںؑ کو چھوڑتے تو اور باعث زحمت ہوتے۔

یہ دونوں کمسن بچے بہر حال کوفہ تک پہنچے۔ اس مقام پر تاریخوں میں اختلاف ہے کہ بچے کیوں کر ابن زیاد کی قید میں پہنچے لیکن بچوں کا قید ہو جانا اور حارث ملعون کا ان بچوں کا قتل کر دینا تمام مورخین تقریباً اس امر میں متفق ہیں۔

ان نونہالوں کو ساتھ لے کر جناب مسلمؑ نے اپنے سر ایک اور زحمت مول لی۔ دنیا جانتی ہے کہ حالت سفر میں چھوٹے بچے باعث زحمت ہوتے ہیں۔ لیکن صرف حضرت کو اس زحمت سے محفوظ رکھنے کے لئے بچوں کو خود اپنے ہمراہ لیا۔ اور اپنی مصیبت میں اضافہ کر لیا۔

یہ جناب مسلمؑ کا پہلا احتیاط کا قدم تھا۔ یہ تو ابتدا تھی۔ انتہا کوفہ کے در و دیوار، کوفہ کی فضا، کوفہ کے نام نہاد مسلمانوں سے دریافت کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ دنیا میں اب تک امامؑ کی ایسی نیابت کرنے والا نہ ایسا سفیر جو حقیقی معنوں میں صحیح سفارت کرنے والا نہیں پیدا ہوا۔

دنیا کے بادشاہ و سلاطین دیکھ لیں اور سمجھنے کی کوشش کریں کہ ایسا جلیل القدر سفیر آج تک سوائے جناب مسلمؑ کے نہیں پیدا ہوا۔ دنیا کا دستور ہے کہ جب کوئی منیب یا بادشاہ اپنا نائب یا سفیر بنا کر دوسرے مقام پر بھیجتا ہے تو سفیر کو اس قدر اختیارات حاصل ہوتے ہیں کہ اگر وہ کسی سے کوئی معاہدہ کر لیتا ہے یا جو اقدام کرتا ہے تو اس کی ذمہ داری کلیۃً خود منیب یا بادشاہ پر ہوتی ہے۔ جناب مسلمؑ اگر ابن زیاد کی بیعت کر لیتے تو وہ بیعت گویا امام حسین علیہ السلام کی بیعتِ یزید کر لینا ہوتا۔ لیکن نہیں، آخر وقت تک بیعت نہیں کیا۔ بلکہ اس وقت بھی جب جناب مسلمؑ شدت سے زخمی ہو کر چور چور ہو چکے تھے، ابن اشعث نے امان دینا چاہا تھا تو جناب مسلمؑ نے اس کو بیعت یزید کے مترادف جان کر

ٹھکرادیا اور اپنی ذمہ داری کا احساس قائم رکھا۔ خانہ ہانی میں جو حمیت اسلام اور شان نیابت امام دکھلائی یا کوفہ کی تنگ گلیوں میں اہلبیت کی شان شجاعت و بہادری دکھلائی اور جیسی جنگ کی ویسی مثال کربلا میں بہت کم ملتی ہے، بلکہ کربلا کی جنگ میں اصول جنگ کی حیثیت سے میدان ہونے کی وجہ سے کچھ آسانیاں ضرور تھیں لیکن آبادی کے اندر تنگ گلیوں میں جنگ کرنا جناب مسلمؑ اپنی آپ نظیر تھے۔ کربلا کے بہادر اپنی آپ مثال اور کوفہ کا جانباز اپنی آپ نظیر تھے۔

ممکن ہے حضرت سیدالشہداءعلیہ السلام نے اپنی رفاقت سے ایک ایسے بہادر و جاں نثار کو اس خیال سے جدا کیا ہو کہ کربلا پہنچ کر جب معرکۂ عظیم ہوگا تو اس وقت جبکہ جناب عباسؑ ایسا جری و بہادر وفادار بھی موجود ہوگا تو دو بہادروں کی موجودگی میں جو کہ ایک دوسرے سے کسی صورت میں کم نہ تھا علم سرداری کس کو دیا جائے گا۔ اس لئے حضرت نے اسی خیال کے تحت ایک معتمد کو خلعت نیابت دے کر کوفہ روانہ کیا اور ایک وفادار کو منصب سرداری عطا فرمانے کے لئے اپنے پاس محفوظ رکھا۔ اس صورت سے حضرت نے اپنی قوت کو بھی نصف کر دیا۔ یہیں پر یہ سوال بھی حل ہو جاتا ہے کہ حضرت جنگ کرنے کے لئے نہیں روانہ ہوئے تھے ورنہ حضرت ایسے بہادر کو ہٹا کر اپنی قوت میں کمی نہ فرماتے۔

گو کہ جناب مسلمؑ کوفہ بھیج دیے گئے تھے لیکن کربلا میں بھی اپنے دونو جوانوں کو بھیج کر ثابت کر دیا کہ کربلا کی عظیم قربانی میں میرے جگر پارے کام آ کر میری نیابت کریں گے۔ اور اس صورت سے اس عظیم قربانی میں بھی شرکت ہو جائے گی۔

کیا کہنا اے مسلمؑ جس طرح سے تمام واقعات کربلا سے پہلے آپ نے ہر امر میں سبقت کی اور جام شہادت سب سے پہلے نوش فرمایا اسی طرح کربلا میں بھی فرزندوں سے فہرست شہداء بنی ہاشم میں ابتدا کی۔

تمام تاریخیں متحد ہے کہ بنی ہاشم میں سب سے پہلے جناب مسلمؑ ہی کے لال منصب شہادت پر فائز ہوئے۔ اگر دنیا جناب مسلمؑ کو پہچان جائے تو نہیں معلوم کیا سے کیا سمجھنے لگے۔

اہل قلم حضرات کو واعظین کرام کو اس موضوع پر معرکۃ الآرا بحث کرنا چاہئے۔ اس بزرگ اور عظیم المرتبت ہستی کی ہر صفت کو بیان کر کے اور لکھ کر دنیا کو روشناس کرنا چاہئے۔ غریب مسلمؑ کی وفاداری، حمیت اسلام، جوش ایمانی، شجاعت، ثبات قدم تبصرہ کی محتاج ہے۔ ❁❁❁

(ماخوذ از ماہنامہ الواعظ ذی الحجۃ ومحرم ۶۵-۱۳۶۴ھ مطابق نومبر و دسمبر ۱۹۴۵ء)

سحر ہونے کو ہے

خطیب انقلاب مولانا حسن ظفر نقوی، اجتہادی، پاکستان

اور ہی کچھ رنگ سے اب کے بہار ہونے کو ہے
خاک اڑاتے گلستاں پر یہ فضا رونے کو ہے

اک خودی تھی پاس وہ بھی مل گئی ہے خاک میں
اور بھی کچھ ہے ہمارے پاس! جو کھونے کو ہے؟

خونِ ناحق خود لگالیتا ہے قاتل کا سراغ
لاکھ قاتل آستیں سے یہ نشاں دھونے کو ہے

سچ کہا جس نے کہا بستی کو میری دیکھ کر
ہو چکا ہے کچھ یہاں یا کچھ یہاں ہونے کو ہے

وحشتوں کا راج ہر سو دیکھ کر انساں تو کیا
یہ زمیں رونے کو ہے یہ آسماں رونے کو ہے

انتہائے ظلم ہے خود اس کے مٹنے کی نوید
وحشتِ شب کہہ رہی ہے اب سحر ہونے کو ہے

شاہراہوں پر پڑے ٹکڑے بدن ہے نوحہ خواں
رفتہ رفتہ اب ضمیرِ آدمی سونے کو ہے

جنگلوں میں خوف سے کہتے درندوں کو سنا
حضرت انسان کا رخ اب ادھر ہونے کو ہے

جھیل جیسی تھی، کنول جیسی تھی اور جان غزل
اب مگر لگتا ہے بس یہ آنکھ تو رونے کو ہے